

## 115502-بوصیری کے "قصیدہ بردہ" کے کفریہ عقائد کا بیان

سوال

میں نے "قصیدہ بردہ" کے بارے میں بہت کچھ سنائے ہے، کچھ کہتے ہیں کہ یہ اچھا اور ضمیم ہے، جبکہ کچھ لوگ اسے شرکیہ کہتے ہیں؛ انکا کہنا ہے کہ اس کے کچھ اشعار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی اللہ کی صفات سے کی گئی ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ : کیا یہ واقعی شرک ہے، تاکہ میں اس سے گریز کرو؟

پسندیدہ جواب

اول :

"قصیدہ بردہ" اگر ہم یہ ناکہیں کر سب سے مشور ترین نعتیہ قصیدہ ہے لیکن کم از کم یہ ضرور ہے کہ اس کا شمار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کیلئے مشور قصیدوں میں ہوتا ہے، اسکو "بوصیری" نے ترتیب دیا تھا جس کا نام : محمد بن سعید بن حماد صحابی ہے، (پیدائش 608 ہجری اور وفات 696 ہجری) ہے۔

اس کے سبب ورود کے بارے میں کہا گیا ہے کہ : "بوصیری" کو ایک ملک بیماری لگ گئی تھی، جس کے سامنے تمام جیلے غیر مفید ثابت ہوتے، لیکن بوصیری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرتا تھا، تو ایک رات خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے "بوصیری" کو اپنی چادر مبارک سے ڈھانپ لیا، چنانچہ جب "بوصیری" کی آنکھ کھلی اور اپنے بستر سے کھڑا ہوا تو وہ بالکل تدرست تھا، تو اس نے یہ قصیدہ ترتیب دیا، اس واقعے کی حقیقت کے بارے میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

دوم :

مذکورہ قصیدہ صریح کفریہ جملوں پر مشتمل ہے، اور اہل سنت و اجماعت کے علمائے کرام اس پر مسلسل تنقید، رد، اور اسکی خامیوں کو بیان کرتے آئے ہیں، جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ قصیدہ عقیدہ اہل سنت و اجماعت کے عقائد کے بالکل برخلاف ہے۔

اس قصیدے کے مشور ترین زیر تنقید مصرعوں میں درج ذیل مصرعے شامل ہیں:

1. يَا أَكْرَمَ الْخُلُقِ مَالِيْ مَنَ الْوَذْبَ \*\*\* سُوكَ عَنْدَ حَدَوَثِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے مکرم ترین مخلوق، میرے لئے حادثات زمانہ سے بچاؤ کیلئے تیر سے سوا کوئی نہیں پناہ گاہ نہیں۔

2. إِنْ لَمْ تَكُنْ آخِذًا يَوْمَ الْمَعَادِ يَٰ \*\*\* عَفْوًا وَالْأَقْلَى يَازِيلَ الْقَدْمَ

اگر آپ نے روزِ قیامت فضل و کرم کرتے ہوئے میری دستگیری نہ کی تو میں یہی کہوں گا : "ہانے میرے قدموں کی لغزش"

3. فَإِنْ مَنْ جَوَدَ الدُّنْيَا وَضَرَّهَا \*\*\* وَمَنْ عَوَّذَ عِلْمَ الْلَّوْحِ وَالْقَلْمَ

بے شک آپ ہی کے وجود سے دنیا اور دنیاوی خوشحالی کی بقا ہے، اور لوح و قلم آپ کے علم کا ایک حصہ ہیں۔

#### 4. دع ما دعۃ التصاری فی نیسم \*\*\* و حکم بہاشت مرحافیہ والحکم

عیسائیوں نے جو غلوا پنے نبی کے بارے میں کیا اسے چھوڑ دو اور اسکے بعد جو چاہوا پنے نبی کی شان میں کہتے جاؤ اور پھر جس سے چاہو فیصلہ کروالو۔

#### 5. لونا بست قدرہ آیاتہ علما \*\*\*\* آجیا اسمہ حین ید عی دارس الرحم

اگر آپ کو آپ کی شایان شان مجزے دئیے جاتے تو آپ کا نام لینے سے بوسیدہ ہڈیاں بھی قبروں میں زندہ ہو جاتیں۔

#### 6. فان لی ذمۃ منہ پیغمبیری \*\*\*\* محمد اوہو اوفی الحلقۃ بالذم

میں نے اپنا نام محمد رکھ کر آپ سے ایک عمد و پیمان لے لیا ہے، اور آپ مخلوقات میں سب سے زیادہ عمد و پیمان وفا کرنے والے ہیں۔

سوم :

اہل علم کی ان اشعار پر تقدیم اور تردید درج ذیل ہے:

#### 1- شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کستہ میں :

"ملک" [یعنی دنیا و آخرت کی بادشاہیت کے بارے میں] تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان : (ملک یوم الدین) اور ایک قراءت کے مطابق (ملک یوم الدین) ہے، اسکا تمام مفسرین کے ہاں وہی مطلب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان : (وَنَا أَذْرَكَ نَا يَوْمُ الدِّينِ۔ ثُمَّ مَا أَذْرَكَ نَا يَوْمُ الدِّينِ。 يَوْمُ الْأَحْقَاقِ لَنَفْسٍ لَنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأُمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ) اور آپ کو کیا معلوم بدے کا دن کیا ہے؟ پھر آپ کو کیا معلوم کہ بدے کا دن کیا ہے؟ اس دن کوئی جان کسی کیلئے کچھ بھی نہیں کر سکے گی، [کیونکہ] اس دن حکم صرف اللہ کا ہے گا۔ الانفطار/17-19 میں بیان کیا ہے۔

چنانچہ جس شخص نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کو سمجھ دیا، اسے قیامت کے دن کی بادشاہی کو خاص کرنے کی وجہ سمجھ آجائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اس دن اور دیگر تمام ایام کا بادشاہ مطلق ہے، اسے یہ بات سمجھ آئے گی کہ یہ اتنا بڑا اور اہم مسئلہ ہے کہ جو کوئی بھی جنت میں گیا اسکی وجہ بھی تھی کہ اس نے اللہ کی روز جزا کے دن بادشاہیت مطلق کو سمجھ دیا تھا، اور جو کوئی بھی جنم واصل ہوگا اسکی وجہ یہ ہوگی کہ اس نے اللہ کی روز جزا کے دن بادشاہیت مطلق کو نہیں سمجھا۔

یہ اتنا عظیم مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص صرف اسی کو سمجھنے کیلئے بیس سال بھی سفر میں سرگردان رہے تب بھی اسکا حق ادا نہ ہوگا، مذکورہ بالاروزہ روشن کی طرح عیاں قرآنی موضوع ہے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کی اور فرمایا: (اے فاطمہ بنت محمد! میں اللہ کے ہاں تمیں کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا) چنانچہ تھیہ برده کے درج ذیل مصر عوں پر بھی ذرا سا غور کر کے:

#### ولن یضيق رسول اللہ جاہل بنِ \*\*\*\* إذا الکریم تھلی باسم منتقم

قیامت کے روز جب اللہ کی ذات انتقام لینے والی ہوگی تو میرے لئے [یا] رسول اللہ آپ کا مقام و مرتبہ ضرور فراخ دامنی کا ثبوت دیگا۔

#### فإن لی ذمۃ منہ پیغمبیری \*\*\*\* محمد اوہو اوفی الحلقۃ بالذم

میں نے اپنا نام محمد رکھ کر آپ سے ایک عمد و پیمان لے لیا ہے، اور آپ مخلوقات میں سب سے زیادہ عمد و پیمان وفا کرنے والے ہیں۔

ان لم تکن فی معادی آخِدَّ بَیدِي \*\*\* فَضْلًا وَالا قُصْلَیْزَةَ الْقَدْمَ

اگر آپ نے روز قیامت فضل و کرم کرتے ہوئے میری دستگیری نہ کی تو میں یہی کہوں گا : "ہائے میرے قدموں کی لغزش"

جو شخص اپنی خیر خواہی چاہتا ہے وہ ان اشعار کا معنی غور سے سمجھے کہ یہ کیا ہے؟ جو لوگ اس قصیدہ کے پیچے دیوانہ وار گئے ہوئے ہیں ذرا سچیں، جو عالم ہونے کے دعویدار ہیں، جنہوں نے قرآن سے زیادہ اسکے پڑھنے کو ترجیح دی ہے، کیا ان شعروں کی تصدیق اور اللہ کے فرمان : (اس دن کوئی جان کسی کلینے کچھ بھی نہیں کر سکے گی، [کیونکہ] اس دن حکم صرف اللہ کا چلے گا) الانفطار/19 اور فرمان رسالت : (اے فاطمہ بنت محمد امین اللہ کے ہاں تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا) پر ایمان ایک دل میں اکٹھے ہو سکتے ہیں؟ نہیں، اللہ کی قسم، نہیں، اللہ کی قسم، نہیں، اللہ کی قسم! بھی نہیں اکٹھے ہو سکتے، ہاں ایسے دل میں اکٹھے ہو سکتے ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کو بھی سچا کئے اور فرعون کو بھی سچا مانے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حق پر سمجھے اور ابو جہل کو بھی حق پر بجانے، اللہ کی قسم! بھی بھی دونوں یہ سانہ نہیں ہو سکتے، اور اس وقت تک یہ دونوں جدا جدار ہیں گے جب تک کو اسفید نہیں ہو جاتا۔

چنانچہ جو شخص اس مسئلہ کو، اور قصیدہ بردہ کو اچھی طرح سمجھ لے اور قصیدہ بردہ کے ولادوں لوگوں کے پہچان لے تو اسے اسلام کی اجنبیت کا اندرازہ ہو جائے گا" اُنتہی

ماخوذہ از: "تفسیر سورۃ فاتحہ" از: "مؤلفات شیخ محمد بن عبد الوہاب" (5/13)

2- شیخ عبد الرحمن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ کشتہ ہیں :

"عبد الرحمن بن حسن، اور انکے صاحبزادے عبد المطیف کی جانب سے عبد الغافل الخنثی کی جانب :

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

ہمیں تقریباً دو سال قبل پتا چلا تھا کہ آپ بو صیری کے "قصیدہ بردہ" پر کام کر رہے ہیں، اس میں بالکل واضح لفظوں میں شرک اکبر موجود ہے، مثال کے طور پر :

"یا اگرم الْخَلْقَ مَالِیْ مِنْ آوْذَ بِهِ سَاک" ... ایخ، اس جیسے شعروں میں آخرت کے دل ملنے والے ثواب کا مطالبہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا ہے ...

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ترین نبی ہونے کی وجہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ جن امور سے اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کو یا چیدہ چیدہ لوگوں کو منع فرمایا ہو ان سے آپ کو استثناء حاصل ہو، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ آپ بھی ان مجموعہ کاموں سے رک جائیں، اور ان سے اظہار لا تعلقی کا اعلان کریں، جیسے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں سورہ المائدہ کی آخری آیات میں اور فرشتوں کے بارے میں سورہ سباء میں ہے کہ انہوں نے شرکیہ امور سے اعلان لا تعلقی کیا۔

شعر میں مذکور لفظ "آلوذ" "اللیاذ" سے ہے جو کہ "العیاذ" ہی کی طرح ہے، جسکا مطلب ہے پناہ حاصل کرنا، فرق یہ ہے کہ "العیاذ" شر سے بچاؤ کیلئے استعمال ہوتا ہے، جبکہ "اللیاذ" نفع حاصل کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے، چنانچہ امام احمد وغیرہ رحمہم اللہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ تزویز یعنی کسی کے شر سے بچاؤ کیلئے پناہ صرف اللہ تعالیٰ، اسماۓ حسنی، اور صفات باری تعالیٰ ہی کے ذریعے حاصل کی جاسکتی ہے، لہذا غیر اللہ سے پناہ مانگنا شرک ہے، [اللیاذ اور العیاذ] دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

بو صیری کا یہ کہنا کہ : "فَإِنْ مَنْ جَوَدَكَ الدُّنْيَا وَضَرَّهَا" یعنی : "بے شک آپ ہی کے وجود سے دنیا اور دنیاوی خوشحالی کی بقا ہے" ، تو یہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بادشاہی مطلق کے منافی ہے، مزید برآں یہ کہ مذکورہ شعر قرآن مجید کی متعدد آیات کے بھی خلاف ہے، جیسے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے :

(لَمْ يَنْلِ الْكَلْمُ أَيْوَمَ لَلَّهُ أَوْاجِ الْفَقَارِ) ترجمہ : آج کس کی بادشاہی ہے؟ صرف ایک صاحبِ قرآن اللہ کیلئے ہے۔

اسی طرح سورہ فاتحہ کی آیت کے بھی منافی ہے :

(نَإِلَكَ يَوْمَ الدِّينِ) ترجمہ : وہی قیامت کے دن کا مالک ہے۔

ایک اور آیت کے بھی منافی ہے :

(يَوْمَ لَا تَنْكِبُ نَفْشٌ لَنْفَشٍ شَيْنَا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِلُهُ) ترجمہ : اس دن کوئی نفس کسی کلیئے کچھ بھی کرنے کی استطاعت نہیں رکھے گا، اور تمام معاملات کی باگ ڈور اللہ کے قبیٹے میں ہوگی۔

بوصیری نے اپنے قصیدے میں اور بھی اسی طرح کے اشعار کے ہیں، جس میں شرک کی بھار مارے ہے "اًنْتَيْ

"رسائل وفتاویٰ شیخ عبدالرحمن بن حسن بن محمد عبد الوہاب" (1/82)

3- شیخ سلیمان بن عبد اللہ آل شیخ رحمہ اللہ مذکورہ بالا کچھ اشعار ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں : "غور کیجئے کہ ان اشعار میں کس قدر شرک ہے"

مثال کے طور پر : شاعر نے اپنے لئے حالت تکلیف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی بھی جائے پناہ کا یکسر انکار کیا ہے، حالانکہ یہ مرتبہ صرف اللہ ہی کلیئے خاص ہے کہ وہ ہی اپنے بندوں کلیئے عالم پناہ ہے، اسکے علاوہ کوئی نہیں۔

دوم : شاعر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائیں کیے ہیں، گڑگڑا کر آپ بکارا بھی ہے، اپنی تینگی ترثی کا اظہار بھی کیا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مجبور ہو کر دست سوال بھی پھیلایا ہے، جو کہ صرف اور صرف اللہ کے سامنے ہی پھیلایا جاسکتا ہے، یہی عمل عبادت میں شرک ہے۔

سوم : شاعر نے آپ سے شفاعت کا سوال کیا، اور کہا : "ولن یضیت رسول اللہ۔۔۔ اخ" حقیقت یہ ہے کہ مشرکین کا بھی اپنے معمودان باطلہ کے بارے میں یہی نظریہ تھا، کہ انکا اللہ کے ہاں خوب جاہ و جلال ہے، وہ اللہ کے ہاں شفاعت کر سکتے ہیں، اور یہی شرک ہے، ویسے بھی اللہ کے ہاں جب شفاعت اسکی اجازت کے بغیر ہو جی نہیں سکتی، تو پھر غیر اللہ سے مانگنے کا کیا مطلب؟ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی جس سفارش کوچاہے گا سفارش کرنے کی اجازت دیگا کہ وہ سفارش کرے، ایسا ہر گز نہیں ہو گا کہ کوئی اپنی مرضی کے مطابق کسی کی سفارش کرتا پھرے۔

چہارم : شاعر کا کہنا : "فَانْ لِي ذُمْتَ۔۔۔ اخ" یہ تو سراسر اللہ پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے، کیونکہ صرف "محمد" نام رکھنے سے کوئی عمد و پیمان نہیں ہو سکتا، بلکہ عمد و پیمان تو صرف اطاعت گزاروں کو ہی مل سکتا ہے، صرف نام رکھ کر شرک کرتے رہنے سے عمد و پیمان نہیں ملتا۔

پیمان پر کھلا تقاضا، اور شرک والحاد عیاں ہے، کیونکہ شاعر نے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ و جلال کی وسعت ذکر کی، اور پھر یہاں آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا ہے کہ آپ فضل و احسان کرتے ہوئے دستگیری فرمائیں، ورنہ میں تباہ ہو جاؤ گا۔

تو یہاں کہا جاسکتا ہے کہ : آپ کس طرح پہلے شفاعت طلب کرتے ہو، اور پھر بعد میں فضل کرنے کی التراض بھی کرتے ہو!

اگر اسکے جواب میں آپ کہتے ہو کہ : شفاعت اللہ کی اجازت ہی سے ہوگی۔

تو یہاں جائے گا کہ پھر آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی دعا کیوں کی، اور ان سے کیوں امید لگائے ملیئے ہو؟ آپ اس ذات سے کیوں شفاعت نہیں مانگتے جو تمام شفاعتوں کا مالک ہے، آسمان و زمین کی باوشاہت اسی کی ہے، جسکی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت ہو جی نہیں سکتی! اپنچھا اس بات کی بنا پر تمہارے لئے غیر اللہ سے سفارش مانگنا باطل قرار پائے

اگر تم یہ کہو کہ : میں تو اللہ کے حکم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ و جلال اور شفاعت کا طالب ہوں۔

تو ہما جائے گا کہ : آپ کس طرح قیامت کے دن ان سے دستگیری اور کرم نوازی کی انتہا کرتے ہو، حالانکہ یہ بات تو فرمان باری تعالیٰ کے بالکل منافی ہے : (وَمَا أَدْرَاكَ مَا يومُ الدِّينِ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يومُ الدِّينِ يوْمَ لِتَكَلَّمَ الْفُلْقُ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَنِذِلَةٍ) ترجمہ : "اور آپ کو کیا معلوم بدے کا دن کیا ہے؟ پھر آپ کو کیا معلوم بدے کا دن کیا ہے؟ اس دن کوئی نفس کسی کلینے کچھ بھی نہیں کر سکے گی، اور تمام معاملات کی باگ ڈور اللہ کے ہاتھ میں ہوگی" تو کس طرح ایک انسان کے دل میں دو متناقض چیزوں [اللہ تعالیٰ کی قیامت کے دن بادشاہی مطلق، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دستگیری کی امید] پر ایمان یکجا ہو سکتا ہے؟!

اور اگر آپ کہو کہ : میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دستگیری کا سوال کیا ہے، اور اس بات کی امید ظاہر کی ہے کہ اپنے جاہ و جلال اور شفاعت کے ذریعے مجھ پر احسان کریں۔

تو ہما جائے گا کہ : معاملہ پھر دوبارہ غیر اللہ سے شفاعت طلب کرنے کا آجائے گا، جو کہ خالص شرک ہے۔

چشم : ان اشعار میں دنیا اور آخرت کی مصبتوں کے بارے میں مخلوق پر اعتماد اور اللہ عزوجل سے اعلان لا تعلقی بھی ہے، جو کسی مومن سے پوشیدہ نہیں، یہ اشعار سورہ فاتحہ کی آیت : (إِيَّاكَ نَبْدُولُ يَاكَ نَسْتَعِنُ) ترجمہ : ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

سورہ توبہ کی آیت :

**[فَإِنْ تَوَلَّهُنَّ حَسِّيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكِّلُونَ وَهُنَّ رَبُّ الْغَرَبَشِ الْعَظِيمِ]** اگر وہ بات ماننے سے پھر جائیں تو آپ کہ دیں : مجھے اللہ ہی کافی ہے، اسکے علاوہ کوئی معبد نہیں، اسی پر میں تو کل کرتا ہوں، اور عرشِ عظیم کا رب ہے۔ (129) سورہ التوبۃ۔

سورہ فرقان کی آیت :

**[وَتَوَكَّلْنَ عَلَى اللَّهِ الَّذِي لَا يَمْوَثُ وَتَنْجِيَهُ وَكُلَّيْهِ وَهُنَّ بِذُوْبِ عِبَادَهُ خَبِيرَ]** اور آپ اس ذات پر بھروسہ رکھیں جو ہمیشہ زندہ رہے گی اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی (58) سورہ الفرقان

سورہ جن کی آیات :

(قُلْ إِنِّي لَأَنْكُلُ لِكُلِّمَ صَرَّأَ وَلَأَرْشَدَ [21] [قُلْ إِنِّي لَمْ يَجِدْنِي مِنَ اللَّهِ أَعْدُ وَلَمْ يَأْدِ مِنْ ذُوَّنِي لِتَخَداً [22] إِلَّا بِلَاغَنِي مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَتِهِ) آپ فرمادیں کہ : میں تمہارے لئے کسی نفع نہیں کامال ک نہیں ہوں [21] آپ یہ بھی کہ دیں کہ : مجھے کوئی بھی اللہ سے نہیں چھڑا سکتا، اور نہ ہی مجھے اسکے علاوہ کوئی جائے پناہ مل سکتی ہے، [22] میں تو سرف اللہ کا حکم اور اسکا پیغام ہی تم تک پہنچ سکتا ہوں۔ (23-21) سورہ الجن

اور اگر کوئی کہتا ہے کہ : شاعر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں مانگا، بلکہ شاعر نے یہ بتلانے کی کوشش کی ہے کہ اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا حقدار نہ ٹھہرا تو شاعر برباد ہو جائے گا۔

تو اسکے جواب میں کہا جائے گا کہ : اس شعر میں اصل مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا ہی ہے، شاعر نے آپ سے فضل مانگا ہے، جیسے کہ شاعر نے ابتداء ہی میں آپ سے مانگا، اور یہ بھی بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اسکا کوئی پناہ کا ذریعہ نہیں ہے، پھر آگے چل کر اس نے صراحت کیسا توشہ شرط اور دعائیہ الفاظ کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل،

اور احسان کا مطالبہ کیا ہے۔

اور سوال جس طرح مطالبے کے ذریعے ہوتا ہے، اسی طرح شرطی الفاظ کے ساتھ بھی سوال کیا جاتا ہے، مثال کے طور پر نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی: (وَإِنَّمَا تَغْفِرُ لِمَنْ تَرَكَنِي أَنْ كُنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ) ترجمہ: اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور رحم نہ کیا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ ہود/47 [یعنی، اے اللہ تو مجھ پر رحم فرم، اور مجھے معاف بھی کر دے] انتہی۔

#### 4- شیخ عبدالعزیز بن بازرحدہ اللہ سے پوچھا گیا:

"میں نے ایک حدیث پڑھی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: (جس کا نام محمد ہو تو اسے نہ توارو، اور نہ ہی گالی دو)"

تو انہوں نے جواب دیا: "یہ حدیث من گھڑت ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھمت ہے، سنت مطہرہ کے خزانے میں اسکا کوئی وجود نہیں، بالکل اسی طرح یہ حدیث بھی ہے: (جس نے محمد نام رکھا، تو اسکے لئے محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] کی طرف سے عمد و پیمان ہے، اور عین ممکن ہے کہ وہ اپنا نام محمد رکھنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائے) [!] ایسے ہی یہ حدیث بھی جھوٹی ہے کہ: (جس شخص کا نام محمد ہو گا تو اسے اپنے گھر میں بست کچھ ملے گا) ان تمام روایات کی صحت کلیئے کوئی بیناد ہی نہیں ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اصل اعتبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، لکھنے ہی لوگ ہم دیکھتے ہیں جس کا نام تو محمد ہو گا، لیکن وہ بڑا ہی نجیت انسان ہوتا ہے، کیونکہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں کی، آپ کی شریعت کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کیا، چنانچہ نام کی وجہ سے لوگوں میں پاکیزگی نہیں آتی، بلکہ ان کے اچھے اعمال اور خوفِ الہی انہیں پاکیزہ بناتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی کافرنے احمد، محمد یا ابو القاسم نام رکھ دیا، تو اسے کوئی فائدہ نہیں ہو گا، اس لئے انسان کلیئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور اللہ کی اطاعت کرے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو شریعت دیکھ بھیجا ہے، تو اسکو کوئی فائدہ ہو گا، کیونکہ یہی نجات کا راستہ ہے، لہذا صرف نام رکھ کر شریعت پر عمل سے خالی رہنا جزا و سزا کا موجب نہیں ہے۔

اور بوصیری نے اپنے قصیدہ بردہ میں یہی غلطی کی ہے کہ:

فَإِنْ لِي ذِمَّةٌ مِنْهُ تَبَسِّمِيَ... مُحَمَّداً وَهُوَ أَوْفِيَ الْخُلُقَ بِالذِّمَّ

میں نے اپنا نام محمد رکھ کر آپ سے ایک عمد و پیمان لے لیا ہے، اور آپ مخلوقات میں سب سے زیادہ عمد و پیمان وفا کرنے والے ہیں۔

اور اس سے بڑھ کر غلطی اپنے ان مصراعوں میں کی جیسے کہ اس نے کہا:

يَا أَكْرَمَ الْخُلُقِ مَالِيْ مَنْ لَوْذَبَهُ \*\*\* سُواكَ عِنْدَ حَدَوْثِ الْحَادِثِ الْعَلَمِ

اے مکرم ترین مخلوق، میرے لئے عام حوادث سے بچاؤ کلیئے تیرے سوا کوئی نہیں پناہ گاہ نہیں۔

إنْ لَمْ تَكُنْ آنَذَأْ يَوْمَ الْمَحَادِيدِ \*\*\* عَضْوًا وَالْأَقْتُلْ يَازِدُ الْقَدْمِ

اگر آپ نے روز قیامت فضل و کرم کرتے ہوئے میری دستگیری نہ کی تو میں یہی کہوں گا ہائے میرے قدموں کی لفڑش۔

فَإِنْ مَنْ جَوَدَكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا \*\*\* وَمَنْ عَلَوْكَ عَلَمَ الْلَّوْحَ وَالْقَلْمَ

بے شک آپ ہی کے وجود سے دنیا اور دنیاوی خوشنامی کی بقا ہے، اور لوح و قلم آپ کے علم کا ایک حصہ ہیں۔

چنانچہ اس بیچارے نے آخرت کے دن میں بھی اللہ کو پھر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ کا ذریعہ بنایا، اور اللہ تعالیٰ کو بھول گیا، اور کہہ دیا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی دستگیری نہ فرمائی تو وہ تباہ ہو جائے گا، حالانکہ اللہ نفع و نقصان، اور لینے دینے کا مالک ہے، وہ اپنے اولیاء کرام، اور اطاعت گزار لوگوں کو نجات دیتا ہے، لیکن بوصری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت کا مالک اور عالم غیب بنانے کے ساتھ ساتھ دنیا و آخرت کو آپ کی سخاوت کا حصہ قرار دیا، یہ بھی کہہ دیا کہ لوح و قلم میں موجود علم آپ کے وسیع علوم کا حصہ ہے، اور یہی صریح کفر ہے، بوصری نے اتنا غلوکیا ہے کہ اس سے بڑھ کر غلو نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفظ و امان میں رکھے "انتی

"فتاویٰ اشیع ابن باز" (370/6)

اس قصیدے کے بارے میں علمائے کرام کے بہت زیادہ اقوال موجود ہیں، اسی طرح دیگر اور بھی متعدد قابل تقدیم مصروع ہیں، لیکن ہم نے چند ایک کا ذکر کیا ہے، جو کہ اس قصیدے سے متنبہ کرنے کیلئے کافی ہیں، کیونکہ اس میں واضح طور پر غلو، کفر، اور زند لیقی نظریات ہیں۔

اس قصیدے پر مزید تقدیم کیلئے کتاب : "الحقیقت السلفیۃ فی مسیر هناء الارضیۃ" عبد الرحمن مغزاوی کی کتاب سے "القسم الخامس" (ص 139-154) کا مطالعہ کریں، اور اسی طرح علمی مقالہ "قواعد عقدیۃ فی برداۃ ابوصری" از عبد العزیز بن محمد آل عبد اللطیف مندرجہ ذیل ربط سے حاصل کریں :

<http://www.saaid.net/arabic/ar20.htm>

واللہ عالم۔